حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نماز جنازہ

علامہ غلام رسول سعیدی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازِ جنازہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز جنازہ کس طرح اور کس کیفیت سے پڑھی گئی۔ اس بارے میں مختلف قسم کی روایات تاریخ اور سیرت کی کتب میں وارد ہیں۔ بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ صحابہ کرام مختلف ٹولیوں اور جماعتوں کی شکل میں آ کر آپ پر صرف صلوٰۃ وسلام عرض کرتے لیکن جو چیز حدیث صحیح سے ثابت ہے اور جو معتمد اور محققین علمائے کرام کا مختار ہے اور جس چیز کی بکثرت کتب سیر میں صراحت ہے اور جو امر اصول حنفیہ اور اصول شافعیہ کے مطابق ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی نماز جنازہ معروف طریقہ سے پڑھی گئی۔ الا یہ کہ اس نماز جنازہ میں کوئی شخص امام نہیں تھا اور نہ اس میں ''اللھم اغفر لحینا و میتنا'' والی معروف دعا پڑھی گئی، بلکہ اس دعا کے قائم مقام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں کلمات طیبات عرض کئے گئے۔

علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ لکھتے ہیں:

روی انه لما صلی اهل بیته لم یدر الناس ما یقولون فسئلوا ابن مسعود فامرهم ان یسئلوا علیا فقال لهم قولوا ان الله و ملائکته یصلون علی النبی۔ الایه۔ لبیك اللهم ربنا و سعدیك صلوت الله البر الرحیم والملائکة المقربین والنبیین والصدیقین والشهداء والصالحین و ما سبح لك من شیء یا رب العلمین علی محمد بن عبد الله خاتم النبیین و سید المرسلین

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت نے جب آپ پر نماز جنازہ پڑھ لی تو بعد میں دوسرے حضرات نہ جان سکے کہ وہ آپ پر کس طرح نماز جنازہ پڑھیں۔ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے اس مسئلہ میں پوچھا تو انہوں نے حضرت علی کی طرف رہنمائی کی، حضرت علی نے فرمایا کہ قرآن کریم کی آیت مبارکہ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ، الایۃ پڑھ کر یہ کلمات عرض کرو: ''لبیك اللهم ربنا

و امام المتقین و رسول رب العلمین الشاهد البشیر الداعی الیك باذنك السراج المنیر و علیه السلام- ذکره الشیخ زین الدین بن الحسین المراغی فی کتابه تحقیق النصرة-

سعدیك صلوت الله البر الرحیم و الملائکة المقربین والنبیین والصدیقین والشهداء والصالحین و ما سبح لك من شئ یا رب العلمین علی محمد بن عبد الله خاتم النبیین و سید المرسلین و امام المتقین و رسول رب العلمین الشاهد البشیر الداعی الیك باذنك السراج المنیر و علیه السلام''۔ چنانچہ شیخ زین الدین بن الحسین المراغی نے اپنی کتاب ''تحقیق النصرۃ'' میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

علامہ زرقانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

ظاهر هذا ان المراد ما ذهب الیه جماعة انه لم یصل علیه الصلوٰة لمعتادة و انما کان الناس یاتون یدعون قال الباجی ووجهه انه علیه لسلام افضل من کل شهید یغنیه ضله عن الصلوٰة علیه فهو ﷺ ولی قال وانما فارق الشهید فی الغسل ن الشهید حذر من غسله لازالة لدم عنه و هو مطلوب بقاءه لطیبه لانه عنوان لشهادته فی الاخرة و لیس لی النبی ﷺ ما تکره ازالته

اس عبارت کا ظاہری مفہوم اس جماعت کی تائید کرتا ہے جو کہتے ہیں کہ حضور ﷺ پر معروف طریقہ سے نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ لوگ علیحدہ علیحدہ آتے اور دعا مانگ کر رخصت ہو جاتے۔ علامہ باجی نے اس قول کی توجیہ میں فرمایا کہ حضور ﷺ ہر شہید سے افضل ہیں اور جب شہید کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی تو حضور ﷺ کی نماز جنازہ نہ پڑھی جانا بدرجہ اولیٰ ہونا چاہئے۔ (نوٹ: شہید پر نماز جنازہ نہ پڑھنا شافعیہ اور ظاہریہ کا مسلک ہے،

فافترقا انتهى لكن قال قاضي عياض
الصحيح الذي عليه الجمهور ان
الصلوة على النبي ﷺ كانت صلوة
حقيقة لا مجرد الدعاء فقط انتهى
واجيب بما استدل به الاولون بان
المقصود من الصلوة عليه عود
التشريف على المسلمين مع ان
الكامل يقبل زيادة التكميل نعم
لا خلاف انهم لم يومهم احد عليه كما مر
بقول علي هو امامكم حيا و ميتا فلا
يوم عليه احد و لحديث رواه ابن سعد
و اخرج الترمذي ان الناس قالوا لابي
بكر انصلي على رسول الله ﷺ
قال نعم قالوا و كيف نصلي قال يدخل
قوم فيكبرون و يصلون و يدعون ثم
يدخل قوم فيصلون و يكبرون و يدعون
فرادى۔ (شرح العلامہ الزرقانی علی المواہب
اللدنیہ للقسطلانی ج ۸ ص ۲۹۲)

احناف کے نزدیک شہید پر نماز جنازہ
پڑھی جاتی ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) البتہ حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا گیا اور شہید کو غسل نہیں
دیا جاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہید کے جسم
پر جو خون لگا ہوتا ہے اس کو باقی رکھنا ہوتا
ہے تا کہ قیامت کے روز حشر میں اس کی
شہادت کی گواہی دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
جسم پر کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کو زائل کرنا
ناپسندیدہ ہوتا لیکن قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا کہ صحیح بات وہی ہے جو جمہور کا مسلک
ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ معروف
طریقہ سے پڑھی گئی تھی۔ علامہ زرقانی
علامہ باجی کی دلیل کے جواب میں فرماتے
ہیں کہ حضور پر نماز جنازہ سے مقصود حضور کو
فائدہ پہنچانا نہیں تھا حتیٰ کہ اس کو شہید پر
قیاس کیا جائے، بلکہ حضور پر نماز جنازہ
پڑھنے سے مسلمانوں کو شرف دینا تھا اور
اگر جنازہ پڑھنے سے صاحب جنازہ کو کوئی
کمال حاصل ہوتا ہے تو جو شخص کامل ہو وہ
زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے۔ ہاں اس
بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر جو نماز جنازہ پڑھی گئی تھی اس میں امام
کوئی شخص نہیں تھا، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا

قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات اور بعد
الوفات ہر شخص کے امام ہیں۔ بحوالہ ابن
سعد نیز امام ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ
روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال
کے بعد صحابہ نے حضرت ابوبکر سے
دریافت کیا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز
پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! پوچھا: کس
طرح؟ فرمایا: گروہ در گروہ جاؤ، تکبیرات
جنازہ پڑھو، درود شریف پڑھو اور دعائیہ
کلمات عرض کرو اور سب الگ الگ نماز
پڑھو، یعنی بغیر امام کے۔

زرقانی کے اس اقتباس سے ظاہر ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ معروف طریقہ سے پڑھی گئی تھی۔ البتہ نہ کوئی شخص امام تھا اور نہ نماز میں درود شریف کے بعد ''اللھم اغفر لحینا'' والی معروف دعا پڑھی گئی تھی۔ اس کی جگہ مخصوص دعا اور ثناء کے کلمات پڑھے گئے، جو مختلف حضرات نے مختلف الفاظ سے پڑھے، جیسا کہ عنقریب ظاہر ہو گا، یہی جمہور امت کا مسلک ہے اور یہی صحیح بات ہے اور بعض لوگوں نے جو معروف نماز جنازہ کے برخلاف صرف صلوٰۃ وسلام کا قول کیا ہے اس کے باطل ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) علامہ قسطلانی نے ''تحقیق النصرۃ'' سے معروف نماز جنازہ کے برخلاف جو مجرد دعا کی روایت نقل کی ہے وہ بلا سند ہے اس کو ''روی'' کے صیغہ تمریض سے ذکر کیا ہے اور یہ مجہول روایت ہے۔ اس کے برخلاف امام ترمذی نے ''شمائل ترمذی'' میں سند صحیح کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر معروف طریقہ سے نماز جنازہ پڑھنے کی حدیث کا اخراج کیا ہے۔

(۲) علامہ باجی نے جو معروف طریقہ سے نماز جنازہ نہ پڑھنے کی توجیہ کی ہے اس کو علامہ

زرقانی نے یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھنے سے مقصود حضور کے لئے مغفرت کی دعا کر کے آپ کو فائدہ پہنچانا نہیں، بلکہ مقصود حضور سے نسبت قائم رکھ کر خود کو مشرف کرنا تھا۔ اس لئے استغفار کے کلمات عرض نہیں کئے گئے۔ اس کی نظیر درود شریف ہے، ہم ''اللھم صل علی محمد'' کہتے ہیں، یعنی اے اللہ! محمد پر رحمت نازل فرما، تو اس سے قطعاً کسی مسلمان کے حاشیہ خیال میں یہ بات نہیں ہوتی کہ وہ اللہ سے حضور کے لئے رحمت طلب کر رہا ہے اور اس کی اس دعا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی فائدہ پہنچے گا، بلکہ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ اس درود و دعا سے درود پڑھنے والے کو فائدہ پہنچے گا کہ یہ شخص بھی حضور کے غلاموں، خیر خواہوں اور ثنا گزاروں میں شامل ہے۔ اسی طرح اذان کے بعد حضور کے لئے مقام محمود کے حصول کے لئے دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس دعا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم دعا کریں گے تو حضور کو مقام محمود ملے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے: عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ (بنی اسرائیل) کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا تو لازماً اس دعا کے ذریعہ ہم اپنی نمک خواری، حضور کے حق میں خیر خواہی، ثنا گزاری اور اپنی غلامی کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی طرح نماز جنازہ میں جو آپ کے حق میں دعا و ثناء کے کلمات عرض کئے گئے تھے ان سے مقصود صحابہ کرام کا اس دعا و ثناء سے خود کو مشرف کرنا تھا، نہ کہ معاذ اللہ اپنی ذات سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی فیض پہنچانے کا قصد تھا۔

(۳) علامہ باجی نے حضور کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کو شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھنے پر جو قیاس کیا ہے وہ بر خود غلط ہے۔ اس لئے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

امام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ اپنی ''صحیح'' میں روایت کرتے ہیں:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَرَجَ یَوْمًا فَصَلّٰی عَلٰۤی اَھْلِ اُحُدٍ صَلٰوتَهٗ

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور آپ

عَلَی الْمَیِّتِ۔ (صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۷۹) نے شہدائے احد پر نماز جنازہ پڑھی۔

اس حدیث سے وہ بنیاد ہی منہدم ہوگئی جس پر علامہ باجی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز جنازہ نہ پڑھے جانے کا محل تعمیر کیا تھا۔

بہر حال اس تفصیل سے یہ ظاہر ہوگیا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ضرور رہا ہے، لیکن صحیح بات وہی ہے جو جمہور کا مسلک ہے۔ چنانچہ مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ متوفی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں:

جنازہ اقدس پر نماز کے باب میں علماء مختلف ہیں، ایک گروہ کے نزدیک یہ نماز معروف نہ ہوئی بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر آتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے، بعض احادیث بھی اس کی مؤید ہیں کما بیناہ فی رسالتنا ''النہی الحاجز عن تکرار صلوۃ الجنائز'' اور بہت سے علمائے کرام یہی نماز معروف مانتے ہیں، امام قاضی عیاض نے اس کی تصحیح فرمائی، کمافی ''شرح الموطا للزرقانی'' سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تسکین فتن وانتظام امت میں مشغول تھے۔ جب تک ان کے دست حق پر بیعت نہ ہوئی تھی لوگ فوج در فوج آتے اور جنازہ انور پر نماز پڑھتے جاتے۔ جب بیعت ہوئی، ولی شرعی صدیق اکبر ہوئے، انہوں نے جنازہ مقدس پر نماز پڑھی، پھر کسی نے نہ پڑھی کہ بعد صلوٰۃ ولی پھر اعادۂ نماز جنازہ کا اختیار نہیں۔ ان تمام مطالب کی تفصیل قلیل فقیر کے رسالہ مذکورہ میں ہے۔ مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی میں ہے:

ان ابا بکر رضی اللہ عنہ کان مشغولا بتسویۃ الامور و تسکین الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ حضورہ و کان الحق لہ ھو الخلیفۃ فلما فرغ صلی علیہ ثم لم یصلی علیہ بعدہ علیہ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۴)

''فتاویٰ رضویہ'' کے اس اقتباس سے ظاہر ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز جنازہ معروفہ نہ پڑھنا صرف علماء کے ایک گروہ کا قول ہے اور باقی تمام علماء اسلاف اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز جنازہ معروف طریقہ سے پڑھی گئی تھی اور اب ہم آپ کے سامنے جمہور کے مسلک پر ایسے دلائل اور شواہد پیش کرتے ہیں جن سے صرف نظر

کرنا ممکن نہیں ہے۔

حدیث صحیح سے استدلال

امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں، جس کے آخر میں ہے:

قالوا یا صاحب رسول الله ﷺ اقبض رسول الله ﷺ قال نعم فعلموا ان قد صدق قالوا یا صاحب رسول الله ﷺ انصلی علی رسول الله ﷺ قال نعم قالوا کیف قال یدخل قوم فیکبرون و یدعون و یصلون ثم یخرجون ثم یدخل قوم فیکبرون و یصلون و یدعون ثم یخرجون ثم یدخل قوم فیکبرون و یصلون و یدعون ثم یخرجون حتی یدخل الناس۔

(الحدیث بطولہ، شمائل ترمذی ص ۳۴)

صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے صاحب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! پس انہوں نے آپ کے صدق کو جان لیا۔ پھر پوچھا: کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز جنازہ پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے پوچھا: کیسے؟ آپ نے فرمایا: ایک جماعت داخل ہو کر تکبیر پڑھے، دعا مانگے اور درود شریف پڑھے، پھر وہ چلے جائیں۔ پھر ایک جماعت داخل ہو کر تکبیر پڑھے، درود پڑھے اور دعا مانگے، پھر وہ چلے جائیں۔ پھر ایک جماعت داخل ہو کر تکبیر پڑھے، درود پڑھے اور دعا مانگے، پھر وہ چلے جائیں، یہاں تک کہ سب لوگ داخل ہوں۔

نماز جنازہ میں اصل اور فرض قیام اور تکبیرات اربعہ ہیں، باقی ثناء، صلوٰۃ اور دعا وغیرہ ثانوی حیثیت اور استحباب کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس حدیث صحیح میں تکبیرات کا ذکر موجود ہے اور وہی نماز جنازہ کی اصل ہے۔ باقی دعا اور صلوٰۃ کا بھی ذکر ہے اور یہ واضح رہے کہ دعا سے مراد یہاں وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایان شان ہے۔

اصول حنفیہ کی روشنی میں

ائمہ احناف کے نزدیک ولی کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد جنازہ کو دوبارہ نہیں پڑھا جاسکتا۔ چنانچہ امام اجل برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الفرغانی المتوفی ۵۹۳ھ فرماتے ہیں:

ان صلی غیر الولی والسلطان اعاد الولی ان شاء لان الحق للاولیاء وان صلی الولی لم یجز لاحد لان الفرض یتادی بالاول والنفل بہا غیر مشروع و لھذا رأینا الناس ترکوا عن اخرھم الصلوۃ عن قبر النبی ﷺ و ھو الیوم کما وضع۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۱۴۰)

اگر ولی اور حاکم اسلام کے سوا اور لوگ نماز جنازہ پڑھ لیں تو ولی کو اعادہ کا اختیار ہے کہ حق اولیاء کا ہے اور اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی تو اب دوبارہ کسی شخص کو نماز جنازہ پڑھنے کا اختیار نہیں ہے۔ کیونکہ فرض تو پہلی نماز سے ادا ہو چکا اور یہ نماز بطور نفل پڑھنا مشروع نہیں ہے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس پر تمام جہان کے مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھنی چھوڑ دی، حالانکہ حضور آج بھی ویسے ہی (زندہ اور تروتازہ) ہیں جیسے اس دن تھے جب آپ کو قبر مبارک میں رکھا گیا تھا۔

اور امام کمال الدین بن الھمام المتوفی ۸۶۱ھ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

لو کان مشروعا لما اعرض الخلق کلھم من العلماء و الصالحین و الراغبین فی التقرب الیہ الصلوۃ والسلام بانواع الطرق عنہ فھذا دلیل ظاھر علیہ فوجب اعتبارہ۔ (فتح القدیر ج ۱ ص ۴۵۸)

اگر نماز جنازہ کی تکرار مشروع ہوتی تو مزار اقدس پر نماز پڑھنے سے تمام جہان اعراض نہ کرتا جس میں علماء وصلحاء اور وہ حضرات ہیں جو طرح طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرنے کی رغبت رکھتے ہیں تو سلف سے لے کر

خلف تک تمام مسلمانوں کا حضور کی قبر انور پر نماز جنازہ نہ پڑھنا نماز جنازہ کے تکرار کے عدم جواز کی کھلی ہوئی دلیل ہے اور اس کا اعتبار کرنا واجب ہے۔

''ہدایہ'' اور ''فتح القدیر'' کی عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ وہ نماز جنازہ کے عدم تکرار کی مشروعیت اس بنیاد پر رکھتے ہیں کہ کل جہاں کے مسلمان، علماء اور صلحاء آپ کی قبر انور پر نماز جنازہ نہیں پڑھتے اور یہ استدلال اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے کہ نماز جنازہ سے مراد معروف نماز جنازہ ہو اور اگر اس سے مراد محض صلوٰۃ وسلام پڑھنا ہو تو وہ آج تک قبر انور پر پڑھا جاتا ہے۔ اس صورت میں احناف کثرھم اللہ تعالیٰ کا یہ استدلال کس طرح صحیح ہوگا۔

اصول شافعیہ کی روشنی میں

امام شافعی کے نزدیک میت پر متعدد بار نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

امام اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی المتوفی ۷۸۶ھ تحریر فرماتے ہیں:

قال الشافعی تعاد الصلوۃ علی الجنازۃ مرۃ بعد اخری لما روی ان النبی ﷺ مر بقبر جدید فسال عنہ فقیل قبر فلانۃ فقال ھلا اذنتمونی بالصلوۃ فقیل انھا دفنت لیلا فخشینا علیک ھوام الارض فقام و صلی علی قبرھا و لما قبض رسول اللہ ﷺ صلی علیہ اصحابہ فوجا بعد فوج۔

(عنایہ شرح ہدایہ علی ہامش فتح القدیر ج ۱ ص ۴۵۸)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ جنازہ پر بار بار نماز پڑھی جا سکتی ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا گزر ایک نئی قبر پر ہوا تو آپ نے اس کے بارے میں پوچھا، بتایا گیا کہ فلاں عورت کی قبر ہے، فرمایا: مجھے کیوں نہ خبر دی؟ عرض کیا گیا کہ اس کو رات کو دفن کیا گیا تھا اور ہمیں خوف تھا کہ آپ کو حشرات الارض سے تکلیف نہ پہنچے۔ حضور نے قبر پر اس کی نماز پڑھی اور جب حضور کا وصال ہوا تو صحابہ نے گروہ در گروہ آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔

امام شافعی کا یہ استدلال بھی اس وقت تک صحیح نہیں ہوگا جب تک حضور کی نماز جنازہ کو معروف نماز جنازہ پر محمول نہ کیا جائے۔

سابقہ تحریرات سے یہ ظاہر ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ سے حنفیہ اور شافعیہ نے اپنے اپنے مؤقف پر استدلال کیا ہے۔ احناف نماز جنازہ کے عدم تکرار کے قائل ہیں اور وہ قبر انور پر سلف وخلف کے نماز جنازہ نہ پڑھنے سے استدلال کرتے ہیں اور شافعیہ نماز جنازہ کا تکرار جائز کہتے ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازہ پر صحابہ کرام کے گروہ در گروہ کا بار بار نماز جنازہ پڑھنے سے نماز جنازہ کے تکرار کی مشروعیت پر استدلال کیا ہے اور یہ دونوں استدلال اسی وقت درست ہو سکتے ہیں جب نماز جنازہ سے مراد معروف نماز جنازہ ہو نہ کہ فقط درود وسلام، کیونکہ ما بہ النزاع معروف نماز جنازہ ہے نہ کہ محض درود وسلام۔

آیئے! اب ہم "حدیث ترمذی" کی شرح، حنفی اور شافعی علماء کی تقریرات کی روشنی میں دیکھیں۔

ملا علی قاری حنفی کی شرح

حضرت محدث ملا علی قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں:

(قال یدخل قوم فیکبرون) ای اربع تکبیرات وھن الارکان عندنا والبواقی مستحبات (ویدعون ویصلون) ای علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والواو لمطلق الجمع اذا الصلوۃ مقدمۃ علی الدعاء ولم یذکر التسبیح لما ھو معلوم من وقوعہ بعد التکبیرۃ الاولی و انما بین الصلوۃ والدعاء المخصوصین فی ھذہ الصلوۃ بعد التکبیرتین من الثانیۃ والثالثۃ

"ایک قوم داخل ہو کر تکبیریں پڑھے"، یعنی چار تکبیریں اور یہی نماز جنازہ میں ہمارے نزدیک فرض ہیں اور باقی امور مستحب ہیں "اور دعا اور درود پڑھیں" اس جگہ واؤ مطلقاً جمع کے لئے ہے کیونکہ نماز جنازہ میں پہلے درود پڑھتے ہیں اور پھر دعا مانگتے ہیں اور حدیث شریف میں ثناء کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ ثناء تکبیر اولیٰ کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

فیہ ایماء الی عدم الدعاء بعد الرابعة واشعار بعدم فرضیة قراء ۃ الفاتحة بعد التکبیرۃ الاولی۔

(جمع الوسائل شرح شمائل ترمذی ج ۲ ص ۳۱۶)

حضرت ابوبکر نے دوسری اور تیسری تکبیروں کے بعد اس نماز جنازہ میں بالخصوص دعا اور درود کا ذکر کیا ہے، اس میں یہ اشارہ ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد نماز جنازہ میں دعا نہیں ہوتی اور نہ ہی پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔

حضرت ملا علی قاری کی یہ شرح سوائے معروف نماز جنازہ کے اور کسی چیز پر منطبق نہیں ہوتی۔

امام مناوی شافعی کی شرح

حضرت محدث عبدالرؤف المناوی الشافعی المتوفی ۱۰۰۳ھ فرماتے ہیں:

و قال یدخل قوم فیکبرون و یدعون و یصلون ثم یخرجون فیہ وجوب ھذہ الثلاثة وھی ارکان عند الشافعی وقدم الدعاء علی الصلوۃ لما تقرران الاستفھام عن الصلوۃ علیہ لتردد فی انہ ھل یحتاج للدعاء و فیہ ان تکریر صلوۃ الجنازۃ غیر ممنوع وان لم یصلوا کلھم بامام واحد۔

(شرح شمائل ترمذی علی ہامش جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۱۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک گروہ جا کر تکبیر پڑھے، دعا مانگے اور درود پڑھے، پھر آ جائے۔ اس فرمان میں یہ اشارہ ہے کہ یہ تینوں امور واجب ہیں اور امام شافعی کے نزدیک یہی امور نماز جنازہ کے ارکان ہیں اور دعا کا ذکر درود سے پہلے اس لئے کیا ہے کہ سائل کو اس بات میں تردد تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعا ہوگی یا نہیں اور اس حدیث میں یہ اشارہ بھی ہے کہ نماز جنازہ کا تکرار مشروع اور جائز ہے، خواہ وہ نماز کسی ایک امام کی اقتداء میں نہ پڑھی گئی ہو۔

حضرت محدث عبدالرؤف المناوی الشافعی نے جو اس حدیث کی شرح کی ہے وہ بھی

سوائے معروف نماز جنازہ کے اور کسی چیز پر منطبق نہیں ہوتی۔

احناف کے جوابات

حضور سید عالم ﷺ کے جنازہ پر جو صحابہ کرام نے گروہ در گروہ آکر نماز جنازہ پڑھی اور اس سے ائمہ شافعیہ نے نماز جنازہ کے تکرار کی مشروعیت کو مستنبط کیا۔ ائمہ احناف نے ان کے استدلال کے مسکت جوابات دے کر ان کے اس استشہاد کو اصلاً ساقط کر دیا۔

چنانچہ علامہ سید ابن عابدین شامی المتوفی ۱۲۵۲ھ فرماتے ہیں:

ذکر فی النھایة عن المبسوط بعد ما ذکرہ ان تعلیل الصحابة علی النبی ﷺ ان ابابکر رضی اللہ عنہ کان مشغولا بتسویة الامور و تسکین الفتنة و کانوا یصلون علیه قبل حضورہ وکان الحق له فلما فرغ صلی علیه ثم لم یصل بعدہ۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۸۲۵)

حضرت ابوبکر سے پہلے صحابہ کے نماز جنازہ پڑھنے کی تاویل کو صاحب ''عنایہ'' نے ''مبسوط'' سے نقل کرنے کے بعد کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ معاملات کو درست کرنے میں اور فتنہ کو دور کرنے میں مصروف تھے، اس وجہ سے صحابہ کرام حضرت ابوبکر سے پہلے نماز جنازہ پڑھتے رہے، حالانکہ حق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ کیونکہ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے وہی حضور ﷺ کے ولی تھے۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو انہوں نے نماز جنازہ پڑھی اور ان کے بعد پھر کسی نے آپ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

علامہ شامی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ولی کے پڑھنے سے پہلے احناف کے نزدیک تکرار جائز ہے اور ولی کے بعد جائز نہیں اور صحابہ کرام کا تکرار ولی شرعی حضرت ابوبکر صدیق کے نماز جنازہ سے پہلے تھا۔ اس لئے یہ تکرار اصول حنفیہ سے متصادم نہیں ہے۔

شافعیہ کے اسی استدلال کا جواب دیتے ہوئے علامہ احمد بن اسماعیل الطحطاوی المتوفی ۱۲۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:

و صلٰوۃ الصحابۃ علیہ ﷺ افواجا خصوصیۃ کما تاخیر دفنہ من یوم الاثنین الی لیلۃ الاربعاء کان کذلک لانہ مکروہ فی حق غیرہ بالاجماع اولانھا کانت فرض عین علی الصحابۃ لعظیم حقہ ﷺ لا تنفلابھا والا یصلی علی قبرہ الشریف الی یوم القیمۃ لبقائہ ﷺ کما دفن طویابل ھو حی یرزق بسائر الملا ذو العبادات و کذا سائر الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام و قد اجتمعت امۃ علی ترکھا کما فی السراج و الحلبی و الشرح۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۵۷)

صحابہ کرام کا حضور ﷺ کی نماز جنازہ کو فوج در فوج پڑھنا اسی طرح حضور کی خصوصیت کے سبب تھا جیسے آپ کے دفن میں پیر سے بدھ کی رات تک تاخیر، حالانکہ دوسروں کے حق میں تاخیر دفن بالاجماع مکروہ ہے یا حضور کے حق کی وجہ سے کہ تمام صحابہ پر حضور کی نماز جنازہ پڑھنا فرض تھی (اور وہ یکبار پڑھنے سے ممکن نہ تھا) فوج در فوج پڑھنا نفل کی وجہ سے نہ تھا ورنہ قیامت تک حضور ﷺ پر نماز جنازہ پڑھی جاتی، کیونکہ حضور ﷺ دفن کے وقت سے لے کر اب تک اسی حالت میں ہیں، بلکہ آپ زندہ ہیں اور آپ کو تمام لذائذ اور عبادات حاصل ہیں جیسا کہ دیگر انبیاء علیہم السلام ہیں۔ حالانکہ امت نے آپ پر نماز جنازہ پڑھنے کے ترک پر اجماع کرلیا ہے۔

شیخ ابراہیم حلبی نے بھی ''غنیۃ المستملی'' ص ۵۴۲ میں اس قسم کے جوابات دیئے ہیں اور فقہاء اسلام کی ان تمام عبارات سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ تمام گفتگو حضور ﷺ کے جنازہ پر معروف نماز جنازہ میں ہے نہ کہ محض صلوٰۃ وسلام میں۔ کیونکہ نماز جنازہ کا پڑھنا قبر پر اجماعاً متروک ہو چکا ہے اور صلوٰۃ وسلام تو قبر پر آج تک پڑھا جا رہا ہے اور انشاء اللہ العزیز تا قیامت پڑھا جاتا رہے گا۔

امام شافعی کا ایک اور استدلال

امام شافعی کے نزدیک نماز جنازہ کے لئے امام کا ہونا ضروری نہیں ہے، وہ فرماتے ہیں

کہ امام کے بغیر اگر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لی جائے تب بھی وہ ادا ہو جائے گی۔ ملاحظہ فرمائیے:

ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی المتوفی ۲۰۴ھ تحریر فرماتے ہیں:

فقد صلی الناس علی رسول اللہ ﷺ افرادا و لم یومھم احد و ذلک لعظم امر رسول اللہ ﷺ وتنافسھم فی ان لا یتولی الامامۃ فی الصلوۃ علیہ واحد وصلوا علیہ مرۃ بعد مرۃ و سنۃ رسول اللہ ﷺ فی الموتی والامر المعمول بہ الی الیوم ان صلی علیہ بامام ولو صلی علیھم افرادا جزاھم الصلوۃ ان شاء اللہ۔

(کتاب الام جزء ۱ ص ۲۷۵)

حضور ﷺ پر صحابہ کرام نے علیحدہ علیحدہ نماز جنازہ پڑھی اور کوئی شخص امام نہ ہوا، اس کا سبب حضور کی عظمت تھا اور ان کا یہ چاہنا کہ حضور کی نماز پڑھانے کا حق کسی شخص کو بھی نہ ہو اور وہ گروہ در گروہ حاضر ہو کر نماز جنازہ پڑھانے کا طریقہ اور آج تک کا تعامل یہی ہے کہ نماز جنازہ امام کی اقتداء میں ہونی چاہیے، تاہم اگر بغیر امام کے پڑھی گئی تو وہ ان شاء اللہ ادا ہو جائے گی۔

امام شافعی کی یہ تقریر اور استدلال بھی اسی وقت صحیح ہوگا جب سرکار دو عالم ﷺ کی نماز جنازہ کو معروف نماز جنازہ پر محمول کیا جائے۔

نماز جنازہ میں امام کا نہ ہونا

حضور ﷺ کی نماز جنازہ میں امام مقرر نہ کرنے کی علمائے کرام نے متعدد وجوہات بیان کی ہیں۔ امام شافعی نے اس کو حضور ﷺ کی عظمت اور خصوصیت قرار دیا اور یہ بھی فرمایا کہ کسی ایک کے امام بن جانے سے ترجیح بلا مرجح لازم آتی۔ علامہ بیجوری نے بیان کیا کہ اس وقت تک کسی ایک کی امامت پر اتفاق نہیں ہوا تھا۔ بعض نے کہا: آپ کا جنازہ مبارکہ حجرہ شریفہ میں موجود تھا اور وہاں اتنی گنجائش نہ تھی کہ تمام صحابہ جماعت کے ساتھ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ لیتے۔ شمس الائمہ سرخسی نے کہا کہ آپ کی نماز جنازہ کی ولایت کا استحقاق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ثابت تھا لیکن حضرت ابو بکر دوسرے معاملات میں مصروف تھے، اس لئے لوگوں نے فرداً فرداً نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

الکریم نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت حیات و وفات دونوں میں مسلمانوں کے یکساں امام تھے۔ پس آپ کی موجودگی میں کسی اور کی امامت کا سوال نہ تھا اور ملا علی قاری نے ''جمع الوسائل'' میں یہ روایت بھی نقل فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیحدہ علیحدہ نماز جنازہ پڑھنے کا خود حکم دیا تھا۔

دعا معروف کی جگہ کلمات طیبہ

عام طور پر نماز جنازہ میں درود شریف کے بعد ''اللھم اغفر لحینا'' والی دعا پڑھی جاتی ہے۔ لیکن سرکار کی نماز جنازہ میں اس دعا کی جگہ مخصوص دعا و ثنا کے کلمات طیبات عرض کیے گئے جو مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہیں۔

علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ نے یہ کلمات نقل کئے ہیں:

لبیك اللھم ربنا و سعدیك صلوۃ اللہ البر الرحیم والملئكة المقربین والنبیین والصدیقین والشھداء والصالحین و ما سبح لك من شئی یا رب العلمین علی محمد بن عبداللہ خاتم النبیین و سید المرسلین و امام المتقین و رسول رب العالمین الشاھد البشیر الداعی الیك باذنك السراج المنیر و علیہ السلام۔ (المواھب اللدنیہ مع شرح الزرقانی ج ۸ ص ۲۹۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ کلمات منقول ہیں:

السلام علیك ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ اللھم انا نشھد ان قد بلغ ما انزل الیہ ونصح لامتہ و جاھد فی سبیل اللہ حتی اعز اللہ دینہ و نصح لامتہ و جاھد فی سبیل اللہ وتمت کلمتہ اللھم فاجعلنا ممن یتبع ما انزل الیہ و ثبتنا بعدہ واجمع بیننا و بینہ۔

(بزار بحوالہ خصائص کبریٰ ج ۳ ص ۳۹۵)

اے نبی! آپ پر اللہ کا سلام اور اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور نے ہم تک وہ سب کلام پہنچا دیا جو آپ پر نازل ہوا اور امت کی خیر خواہی چاہی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور اللہ کے دین کو غالب کیا اور امت کی بھلائی چاہی اور جہاد فی سبیل اللہ کیا اور اللہ کا دین کامل ہو گیا۔ اے اللہ! ہم کو بھی

اسلام کا پیروکار بنا جو آپ پر نازل ہوا اور آپ کے بعد ہم کو ثابت قدم رکھ اور آخرت میں ہم کو حضور کے ساتھ جمع کر دے۔

نماز جنازہ کا ثبوت کتب تاریخ و سیر میں

امام محمد بن سعد کاتب واقدی متوفی ۲۳۰ھ تحریر فرماتے ہیں:

عن سعید بن المسیب یقول لما توفی رسول اللہ ﷺ وضع علی سریرہ فکان الناس یدخلون علیہ زمرا زمرا یصلون علیہ ویخرجون ولم یؤمھم احد

(کتاب الطبقات الکبریٰ ج ۲ جزء ۴ ص ۶۰)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو آپ کا جنازہ رکھ دیا گیا۔ لوگ آکر فوج در فوج نماز پڑھتے اور چلے جاتے اور کوئی شخص آپ کی نماز جنازہ میں امام نہ تھا۔

امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی المتوفی ۵۹۷ھ تحریر فرماتے ہیں:

لما توفی رسول اللہ ﷺ ادرج فی اکفانہ و وضع علی سریرہ فکان الناس یصلون علیہ رفقا رفقا لا یؤمھم احد دخل الرجال فصلوا علیہ ثم النساء۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ ص ۷۹۶)

جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو آپ کو کفن میں لپیٹ دیا گیا اور آپ کا جنازہ رکھ دیا گیا۔ پس لوگ آکر گروہ در گروہ نماز پڑھتے اور کوئی شخص امام نہ تھا۔ پہلے مردوں نے نماز پڑھی اور پھر عورتوں نے۔

حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُدْخِلَ الرِّجَالُ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ بِغَيْرِ اِمَامٍ اَرْسَالًا حَتّٰى فَرَغُوْا ثُمَّ اُدْخِلَ النِّسَاءُ فَصَلَّيْنَ ثُمَّ اُدْخِلَ الصِّبْيَانُ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ ثُمَّ اُدْخِلَ الْعَبِيْدُ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ اَرْسَالًا لَمْ يَؤُمَّهُمْ عَلَى الرَّسُوْلِ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا تو پہلے مردوں نے جا کر آپ کے جنازہ پر بغیر کسی امام کے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی اور جب وہ فارغ ہو گئے تو عورتوں نے جا کر نماز پڑھی۔ پھر بچوں نے، پھر غلاموں نے، سب نے

صلی اللہ علیہ وسلم احد۔ الگ الگ نماز پڑھی بغیر کسی امام کے۔

(السیرۃ النبویہ ج ۴ ص ۵۲۷)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ تحریر فرماتے ہیں:

اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوۃ علیہ افرادا بغیر امام و بغیر دعاء الجنازۃ المعروف۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۳۹۴)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اختصاص تھا کہ آپ کی نماز جنازہ الگ الگ بغیر امام کے پڑھی گئی اور نہ اس میں نماز جنازہ کی معروف دعا پڑھی گئی۔

علامہ علی بن برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ حضور کی نماز جنازہ میں پڑھی ہوئی دعا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی دعا میں عرض کیا:

اللھم انا نشھد انہ صلی اللہ علیہ وسلم قد بلغ ما انزل الیہ و نصح لامتہ و جاھد فی سبیل اللہ حتی اعز اللہ دینہ و تمت کلمتہ فاجعلنا الھنا ممن تبع القول الذی انزل معہ واجمع بیننا و بینہ حتی تعرفہ بنا و تعرفنا بہ فانہ کان بالمؤمنین رؤفا رحیما لانبتغی بالایمان بہ بدلا ولا نشتری بہ ثمنا ابدا فیقول الناس امین امین۔ وھذا یدل علی انہ المراد بالصلوۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء لا الصلوۃ علی الجنازۃ المعروفۃ عندھم والصحیح ان ھذا الدعاء کان فی ضمن الصلوۃ المعروفۃ التی باربع تکبیرات

اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تمام کلام کو ہم تک پہنچا دیا جو ان پر نازل کیا گیا تھا اور امت کی خیر خواہی کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کر دیا اور اس کا وعدہ پورا ہو گیا۔ پس اے اللہ! ہم کو اس کلام کا پیروکار بنا جو تو نے اپنے رسول پر نازل کیا اور روز حشر ہم کو اور حضور کو جمع کر دے۔ حتیٰ کہ حضور کو ہم سے ملا دے اور ہم کو حضور سے۔ کیونکہ حضور مسلمانوں پر مہربان اور شفیق تھے۔ ہم حضور پر ایمان لانے کا کوئی عوض نہیں چاہتے اور نہ اس کے بدلہ میں کبھی کوئی سودا کریں گے۔

فقد جاء ان ابابکر رضی الله عنه دخل علیه ﷺ فکبر اربع تکبیرات ثم دخل عمر رضی الله عنه فکبر اربعا ثم دخل عثمان رضی الله عنه فکبر اربعا ثم طلحة بن عبید الله و زبیر بن العوام رضی الله عنهما ثم تتابع الناس ارسالا یکبرون علیه۔ ای و علی هذا انما خصوا الدعاء بالذکر لانه الذی یلیق به ﷺ و من ثم استشار و اکیف یدعون له فاشیر بمثل ذالك۔

(سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۴۷۸)

حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی ان دعاؤں پر لوگ آمین کہتے۔ علامہ حلبی فرماتے ہیں کہ اس روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے جنازہ پر صرف یہ دعا مانگی گئی اور معروف نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ دعا اس معروف نماز جنازہ کے ضمن میں تھی جو چار تکبیرات کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر جنازہ اقدس پر حاضر ہوئے اور چار تکبیریں پڑھیں، پھر عمر داخل ہوئے اور انہوں نے چار تکبیریں پڑھیں۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ گئے اور انہوں نے چار تکبیریں پڑھیں۔ پھر حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما گئے، پھر لگا تار لوگ جانے شروع ہو گئے اور الگ الگ تکبیرات پڑھ کر نماز جنازہ ادا کرتے اور اس دعا کا بالخصوص اس لئے ذکر کیا ہے کہ یہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لائق تھی۔ اس وجہ سے انہوں نے آپس میں مشورہ کر لیا تھا کہ نماز جنازہ میں دعا مانگی جائے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں:

روی عن محمد انه صلی علی النبی ﷺ بغیر امام (ماثبت بالسنة ص ۱۰۱)

محمد سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی نماز جنازہ بغیر امام کے پڑھی گئی۔

اس مقام پر شبہ ہو سکتا ہے کہ بعض روایتوں میں جو ''صلی علیہ'' کے الفاظ وارد ہیں ان میں صلوٰۃ سے مراد درود و سلام بھی ہو سکتا ہے۔ جواباً گزارش ہے کہ اس صورت میں امامت کی نفی کا کوئی مفہوم نہیں رہتا، اس لئے کہ صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے لئے امامت سرے سے مشروع ہی نہیں ہے، حتیٰ کہ اس کی نفی قابل ذکر ہو۔ عربی عبارات میں ''صلی علیہ و یصلون'' کے صیغے ذکر کئے گئے ہیں۔ جن میں اس وہم کی گنجائش نکل سکتی ہے کہ صلوٰۃ بمعنی درود و سلام ہو۔ لیکن دوسری کتب میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے صراحتاً ''یصلون'' کی جگہ نماز جنازہ کا ذکر کیا ہے۔ جس سے اس وہم کا کلیۃً خاتمہ ہو جاتا ہے۔

چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

در وقت چاشت دواز دهم ربیع الاول بدرگاه پروردگار خود باز رفت پس روز سه شنبه اورا اهل بیت غسل دادندو تمام روز طائفه مسلمانان نماز جنازه گزارند و در شب چهار شنبه دفن کردند۔

چاشت کے وقت بارہ ربیع الاول کو حضور اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے۔ پھر منگل کے دن اہل بیت نے آپ کو غسل دیا اور تمام مسلمان جماعت در جماعت آکر آپ کی نماز جنازہ پڑھتے رہے اور بدھ کی شب کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کیا گیا۔

(صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین)۔

(جذب القلوب ص ۱۷)

نیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

و نماز گزارند بر آنحضرت تنها تنها و امامت نه کرد هیچ جماعت آمدند و نماز گزارند۔

اور آنحضرت پر سب نے تنہا تنہا نماز پڑھی اور کسی نے امامت نہ کرائی، تنہا تنہا آئے اور نماز پڑھتے رہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۰۳)

علاوہ ازیں شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

نماز گزار دن بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی علیہ السلام پر جماعت کے ساتھ نماز نہیں

بجماعت نه بود و جماعت مے در آمدند بروے و نماز گزاردند بے جماعة و بیرون می آمدند پس جماعت دیگر می در آمدند و میگذاندو جثه شریف هم در خانه بود که غسل داده بوند در آں نخست مرداں در آمدن و چوں مرداں فارغ شد نساء درآمدند و بعد از نساء صبیان گزاردند هم چنانچه تربیت صفوف است در جماعت و امامت نه کردند بر جنازه شریف رسول الله ﷺ هیچ یکے از امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ منقول است کے فرمود در جنازه رسول خدا ﷺ هیچ کس امامت نه کرد۔ زیرا که آں حضرت ﷺ در حیات و ممات امام شما است و ایں از خواص آنحضرت است که نمازها متعدد کردند۔ و تنها تنها گزاردند۔ در روایت آمده اول کسیکه نماز گزاردند بروے اهل بیت وے بود علی و عباس و بنو هاشم۔ پس ازاں در آمدند مهاجران بعد ازاں انصار پسترمی درآمدند

پڑھی گئی تھی۔ ایک جماعت آتی اور پڑھ کر چلی جاتی۔ پھر اس کے بعد دوسری جماعت جاتی اور نماز پڑھتی اور جسم مبارک اسی جگہ تھا جہاں غسل دیا گیا تھا۔ پہلے مرد داخل ہوئے اور انہوں نے نماز پڑھی، جب مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں آئیں اور انہوں نے نماز پڑھی، اس کے بعد بچوں نے نماز پڑھی جس طرح نماز میں صفوف کی ترتیب ہوتی ہے۔ اسی ترتیب سے جماعتیں آئیں اور آپ پر جو نماز جنازہ پڑھی گئی اس کی امامت کسی نے نہیں کی۔ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ آپ کی امامت کسی نے اس لئے نہیں کی کہ آپ حیات و ممات دونوں حالتوں میں خود امام ہیں اور نبی علیہ السلام کے خواص میں سے یہ ہے کہ آپ پر متعدد بار تنہا تنہا نماز پڑھی گئی اور ایک روایت میں آیا کہ پہلے آپ پر اہل بیت سے حضرت علی و عباس و بنو ہاشم نے نماز پڑھی، پھر مہاجرین آئے، اس کے بعد انصار، پھر اس کے بعد لوگ فوج در فوج آتے گئے اور نماز پڑھتے گئے۔

مردم فوج در فوج و نماز می گذاردند۔ (مدارج النبوت طبع جدید مطبع نوریہ رضویہ ج ۲ ص ۴۴۰)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت میں اس مقصد پر وافر روشنی موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کی گئی تھی اور فقط درود شریف نہیں پڑھا گیا تھا۔ چنانچہ شیخ محقق کا ترتیب صفوف کا ذکر کرنا بھی اس کی تائید کرتا ہے کیونکہ اگر محض درود وسلام پڑھنا تھا تو درود سلام میں نماز کی صفوف کی ترتیب کے التزام کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ پر جو نماز پڑھی گئی وہ معروف طریقہ کے مطابق نماز جنازہ تھی یعنی اس کے ارکان چار تکبیریں تھیں، اس میں ثنا بھی تھی، حضور پر درود بھی تھا، معروف دعا کی جگہ مخصوص کلمات طیبات عرض کئے گئے تھے۔ جن کا ہم پہلے تفصیلاً ذکر کر چکے ہیں اور اس نماز میں کوئی شخص امام نہ تھا۔

اور متاخرین میں سے علامہ نور بخش توکلی متوفی ۱۳۶۷ھ تحریر فرماتے ہیں:

شب چہار شنبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کیا گیا، تاخیر کی وجہ کئی امور تھے، چنانچہ مہاجرین وانصار میں بیعت کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس اختلاف کا فیصلہ ہوتے ہی اس امر میں اختلاف ہوا کہ حضور کو کہاں دفن کیا جائے۔ قبر شریف میں لحد چاہیے یا شق، آخر کار حضرت ابوطلحہ انصاری نے لحد کھودی، نماز جنازہ حجرہ کے اندر بغیر امامت الگ الگ پڑھی گئی، پہلے مردوں نے، پھر عورتوں نے، پھر بچوں نے، پھر غلاموں نے نماز پڑھی۔ بعد ازاں حضور کو بالاتفاق حجرہ شریف ہی میں، جہاں وصال شریف ہوا تھا، دفن کر دیا گیا۔ (سیرت رسول عربی ص ۳۶۹)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ کے باب میں ہم نے کافی طویل بحث کی ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ آج کل عوام وخواص اور اچھے اچھے علماء اور واعظین حضرات اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی صرف صلوٰۃ وسلام پڑھا گیا تھا۔ چنانچہ واعظین حضرات تقریروں میں اور عام مدرسین اپنے درس میں بھی یہی بیان

کرتے ہیں۔ حالانکہ نماز جنازہ اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے، یہ حقوق العباد سے ہے اور متوفی کا مسلمانوں پر حق ہے، عام مسلمانوں کے حق میں اس کا پڑھنا فرض کفایہ اور حضور کے حق میں فرض عین تھا۔ اسی طرح تبلیغ کی یہ غلط روش بالواسطہ صحابہ کرام کے بارے میں اس بدگمانی کا سبب بنتی ہے کہ انہوں نے حضور کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور فرض عین کو چھوڑ دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ادا نہیں کیا۔ اگرچہ بعض روایات صرف صلوٰۃ وسلام کی بھی وارد ہیں اور ایک جماعت نے اس کا قول بھی کیا ہے لیکن وہ بے سند روایات اور مردود اقوال ہیں۔ آخر اختلاف کس مسئلہ میں نہیں ہوتا، یہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ مختلف روایات میں سے صحیح روایات کو تلاش کریں اور بلاتحقیق کسی بات کے کہنے سے گریز کریں۔ ہم نے محض اظہار حق اور غلط بیانی کے سدباب کی خاطر حدیث رسول سے لے کر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور علامہ نور بخش توکلی تک کے کثیر علماء کرام کی تصریحات پیش کردی ہیں اور دلائل وبراہین سے اس مسئلہ کو آفتاب سے روشن تر کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مقالہ کو بصیرت عامہ کا سبب بنائے۔

وما ذالك على الله بعزيز۔ واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔